تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ
إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۸۳ | مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء | مطابق ۱۷ رمضان ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ایام زیر رپورٹ میں کسی قدر علیل رہی لیکن اب بفضل خدا آرام ہے۔

جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی کے تبلیغ ملکانہ سے فارغ ہوکر واپس آنے پر سلم گروپ کے طلباء نے زیر ہدایات ماسٹر علی محمد صاحب سلم خوش آمدید کا ایڈریس دیا اور روزہ افطاری کا انتظام کیا۔ یہ جلسہ دعوت محلہ دار الرحمت میں کھلے میدان میں کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی رونق افروز ہوئے۔

یہ لکھنا رہ گیا تھا کہ مسجد نور میں بھی اول شب نماز تراویح پڑھی جاتی ہے جو حافظ بشیر احمد پسر بابو نیاز احمد صاحب کو سب انسپکٹر پولیس پڑھاتے ہیں۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

(نوشتہ مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام)

لیکچرز عرصہ زیر رپورٹ میں عاجز کے کئی ایک سوسائٹیوں میں لیکچر ہوئے۔ خاص کر بعض سائیکولوجیکل سوسائٹیوں میں اور اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں جو سامعین کو تھیں۔ ان کا ازالہ کیا گیا۔ تلوار۔ جہاد۔ تعدد ازدواج۔ غلامی کے علاوہ نیا اعتراض جو سننے میں آیا۔ وہ یہ تھا کہ نبی کریم ؐ نے گویا منع کر دیا تھا کہ قرآن شریف کا ترجمہ نہ کیا جاوے۔ برادرم چودہری عبد الحمید صاحب کا ایک گرجے میں بہت عمدہ لیکچر ہوا۔ اپنی مسجد میں بھی اتوار کے روز وہ بعض دفعہ لیکچر دیتے ہیں۔ اور ہر طرح میرا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ اپنی تعلیم میں بھی مشغول ہیں۔ ایسا ہی عزیزم محمد یوسف خان صاحب بھی میری امداد فرماتے رہتے ہیں۔ مکرمی فضل کریم خان صاحب درانی کچھ عرصہ سے مسجد میں آگئے ہیں۔ اور تحریر و تقریر میں وہ بھی حتی الوسع میری امداد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر دے۔

طلاق کی گرم بازاری طلاق کی یہاں اب خوب گرم بازاری ہے۔ اصل میں مسیحیت نے جائز ضرورت کو روکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے عذرات پر طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ خاوند گھر میں آیا بوٹ پر کیچڑ تھا۔ بیوی نے کہا کہ طلاق چاہیئے۔ باہر سے تمام دن تھکا ماندہ آدمی گھر آیا۔ مگر آتے ہی وہ ہنس کر کسی وجہ سے بول نہیں سکا۔ طلاق۔ معلوم نہیں پادری صاحبان کس غرض کے لئے ہندوستان اور چین جا رہے ہیں۔ گھر کی خبر لیں۔ یہاں تو لوگ عیسائیت کو کلمہ کھلا خیرباد

کہہ رہے ہیں۔ اور تو اور پادری لوگ سینکڑوں کی تعداد میں حضرت مسیح کی خدائی۔ بن باپ پیدائش ان کے معجزات۔ صلیبی موت اور آسمان پر چڑھنے سے منکر ہو رہے ہیں۔ اور عام حالت بھی لوگوں کی پرانے رومیوں اور یونانیوں کی سی ہو رہی ہے۔ عیسویت سے بعض کو اس قدر ناواقفیت ہے کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ یسوع کون تھا۔ کس ملک کا باشندہ تھا۔

عیسائیت کی تعلیم

رہی عیسائیت کی تعلیم کہاں تک وہ دنیا کی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔ وہ عیاں ہے۔ حال ہی میں انگریزی پارلیمنٹ میں بحری طیاری پر بحث کرتے ہوئے امیر البحر سویٹر (Sveter) نے کہا کہ اگر پہاڑی تعلیم یعنی عیسویت کی مایۂ ناز تعلیم پر ملک کی حفاظت کا مدار رکھا گیا تو پھر خدا حافظ۔ اصل الفاظ اس کے یہ تھے

"If we are to rely for self defense upon the sermon on the mount God help us."

رسالہ مسلم سن رائز

بہت سے احباب کے نام ہندوستان میں مسلم سن رائز کا بقایا ہے میں اکیلا آدمی اس قابل نہیں کہ خط و کتابت کر سکوں کلرک رکھنے کی گنجائش فی الحال نہیں۔ کیونکہ علاوہ اخبار کے اور کام اس قدر ہے کہ فرصت نہیں مل سکتی۔ اخبار کا مضمون تیار کرنا اور پھر اس کو بھجوانا بجائے خود ایک بڑا کام ہے۔ اس لئے احباب از راہ مہربانی نہ صرف بقایا ادا فرما دیں اور کسی تحریک یا یاددہانی کے منتظر نہ رہیں بلکہ اعانت کی طرف توجہ فرماویں۔ کیونکہ اصل قیمت مسلم سن رائز کی چندہ سے بہت زیادہ ہے اور بہت سا حصہ مفت دینا پڑتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب بھی اسی اعانت پر اس کو چلا رہے تھے۔ نیز اعانت کی ایک اور صورت بھی ہے کہ بہت سے خریدار مہیا کر دیئے جاویں ابھی تک احباب نے اس طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ امید ہے کہ اس کار خیر میں ہر ایک دوست اپنی طاقت کے مطابق ضرور حصہ لیگا۔ اور اس کا اجر خدا سے پائیگا۔

اخبار احمدیہ

افطاری روزہ

ایک گذشتہ پرچہ الفضل میں احمدی احباب کی خدمت میں یہ گذارش کر چکا ہوں کہ روزہ نہ رکھ سکنے والے فدیہ کی رقم دفتر محاسب میں بھیجدیں۔ نیز جو لوگ روزہ کشائی کرانا چاہیں وہ بھی دفتر محاسب میں رقم بھیجدیں تاکہ ہم ان سے لے کر ان کی طرف سے روزہ کشائی کرا دیں۔ اب اس تحریر کے ذریعہ ایک اور بات میں احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ روزوں کے ایام میں بالطبع ہر جگہ لوگ اپنی خوراک میں ایک قسم کی تبدیلی ضرور کر لیتے ہیں۔ گھی۔ دودھ۔ دہی وغیرہ کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور یہ ایسا قاعدہ ہے کہ جس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ مگر میں لنگر خانہ میں کئی سال سے دیکھتا ہوں کہ بجٹ کی تنگی کی وجہ اور فنڈز کے کمزور ہونے کے سبب ماہ رمضان المبارک میں ہم کوئی خاص تبدیلی خوراک میں نہیں کر سکتے عموماً دونوں وقت دال مہمانوں کو دی جاتی ہے جو قناعت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کا تبرک سمجھ کر بڑی نعمت غیر مترقبہ اور مائدہ آسمانی سمجھ کر کھاتے ہیں۔ مگر منتظمین کو ضرور یہ احساس ہوتا ہے کہ ان ایام میں کم سے کم ایک وقت گوشت ضرور ہو۔ اس لئے میں احمدی احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ دے سکتے ہیں۔ ان کی طرف سے گوشت پکوایا جا سکتا ہے۔ بطور صدقہ نہیں بلکہ بطور ہدیہ رقم بھیجیں اور اگر کوئی رقم بطور صدقہ بھی روانہ کریں۔ تو تصریح کر دیں تا کہ صرف غربا کو تقسیم کیا جاوے۔ گوشت کا نرخ ۴ر فی ثار قادیان میں ہے۔ ایسی تمام رقوم دفتر محاسب میں بھیجی جاویں۔ وہاں سے لے کر لنگر خانہ میں گوشت پکوایا جائے گا۔ افسر لنگر خانہ

اعلان نکاح

خاکسار کے لڑکے نظام الدین کا نکاح مسماۃ غفوراں دختر محمد حسین صاحب احمدی پٹیالہ کے ساتھ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۳ء کو مسجد مبارک میں مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ پڑھایا۔ غلام قادر احمدی ریاست پٹیالہ

درخواست دعا

موضع کوٹ ککے شاہ و موضع رنمل میں سخت طاعون پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے اور خاکسار برکت علی کو پہلے سے آرام ہے مگر کامل صحت عطا ہونے کے لئے اور چودہری خوشی محمد ولد چودہری خواجہ احمد کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس کے لئے دعا کی جائے۔

خاکسار برکت علی احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ رنمل

ولادت

خاکسار کو اللہ نے ۲۶ مارچ کو فرزند دیا ہے دعا فرمائی جائے۔ محمد دین محرر مقبرہ بہشتی

مکرر اطلاع

گذشتہ پرچہ میں جناب ناظر اعلیٰ کی طرف سے جو اطلاع شائع ہوئی ہے وہ چونکہ نہایت ضروری ہے۔ اسلئے ذیل میں مکرر شائع کی جاتی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ایک مبلغ نے خود بخود چندہ کا اشتہار چندہ مسرت کے عنوان سے بلا اجازت حضرت خلیفۃ المسیح شائع کیا ہے جو اس کی غلطی ہے چونکہ کوئی مبلغ اپنے طور پر چندہ نہیں کر سکتا اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس اشتہار پر کوئی چندہ نہ بھیجا جاوے۔

ملازمت کے خواہشمندوں کے لئے

گورنمنٹ کے ملٹری دفاتر کیواسطے انٹرنس پاس امیدواروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ چالیس روپے ملیگی۔ جگہ مستقل پنشن والی ہوگی۔ امیدوار کی عمر پچیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ انٹرنس فیل درخواست نہ بھیجیں۔ باقی ہر قسم کے امیدوار خواہ انہوں نے پہلے کہیں کام کیا ہے یا نہ۔ درخواست بھیج سکتے ہیں۔ درخواست کا ہیڈنگ خالی چھوڑ دیں۔ درخواست ٹائپ شدہ ہو۔ درخواست اور سرٹیفکیٹوں کی دو دو کاپیاں ہوں۔ ناظر امور عامہ قادیان

تصحیح

الفضل نمبر ۸۲ میں صفحہ ۹ پر عربی کا جو شعر درج ہے اسمیں ابا الوفا کی جگہ سہو کاتب سے ابوالوفا لکھا گیا ہے

(بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ)
الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء

فتنہ پردازوں کی طرف سے جھگڑے فساد کی بیہودہ شکایت

ہم نے ۱۰ اپریل کے "الفضل" میں لکھا تھا کہ غیر احمدیوں نے بلوہ کی رپورٹ تھانہ میں کی ہے ۔ چونکہ یہ معاملہ پولیس میں زیر تفتیش تھا ۔ اس لئے ہم نے اس کے متعلق کوئی مضمون لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی ۔ لیکن وہ لوگ جو اصل بانی فتنہ ہیں ۔ انہوں نے چونکہ اخبارات میں صحیح واقعہ کو ایسے غلط پیرایہ میں شائع کیا ہے ۔ جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے ۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی ۔ کہ اصل واقعہ اخبار میں شائع کر دیا جائے ۔

ناظرین اخبار کو معلوم ہے کہ قادیان میں غیر احمدی علماء کا تین چار سال سے جلسہ ہونے لگا ہے ۔ اس کی اصل غرض کیا ہے ؟ اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو ہر سال بے شمار گالیاں دی جاتی ہیں ۔ اور عجیب عجیب طریقوں سے احمدیوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اسی وجہ سے امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ عام ہدایت دی جاتی ہے ۔ کہ کوئی شخص اس فتنہ انگیز جلسہ میں شامل نہ ہو ۔ اور سوائے اُن چند آدمیوں کے جن کا تقریروں وغیرہ کے نوٹ حاصل کرنے کی غرض سے جانا ضروری ہوتا ہے اور کسی کو اجازت نہیں ہوتی کہ جا کر اس جلسہ میں شامل ہو ۔ اور جماعت احمدیہ کی اسی پُرامن پالیسی کی وجہ سے مُفسد مولویوں نے ہماری نسبت ہر سال جلسہ کے بعد پبلک میں جا کر یہ بات پھیلائی ۔ کہ قادیان کی احمدیہ جماعت ہمارے ڈر سے اپنے گھروں میں چھپ جاتی ہے ۔ ہماری طرف سے اس سال بھی احتیاط کے اسی طریق کو اختیار کیا گیا ۔ اور گذشتہ سالوں کی طرح صرف اپنی جگہ (مسجد اقصیٰ میں) مولویوں کے ان غلط اور بے جا الزامات کا جواب دیا جاتا رہا ۔ جو جماعت احمدیہ پر یہ لوگ لگاتے رہے ۔ لیکن وہ بیرونی لوگ جو اس جلسہ میں اسی نیت اور ارادہ سے آتے ہیں کہ کوئی فتنہ و شرارت کریں ۔ اور اس قسم کی بہت سی حرکات کرتے رہتے ہیں اس دفعہ ان میں سے بعض نے ۱۲-۱۳ اپریل کی درمیانی شب کو یہ اشتعال انگیز حرکت کی کہ بعض راہ گذر احمدیوں کو بُلا کر محض بے وجہ ان کے سامنے ان کے امام اور جماعت احمدیہ کو ایسی بے نقط گالیاں دیں کہ جس سے ان کا آپس میں تکرار ہو گیا ۔ ہماری طرف سے اسی وقت اس تکرار کی موجود الوقت افسران کو اطلاع دی گئی ۔ مگر اگلی صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ بانیان فتنہ کی طرف سے ارد گرد کے دیہات کے غیر احمدی لوگوں کو فساد کرنے کی نیت سے لاٹھیوں کے ساتھ مسلح ہو کر آنے کی دعوت دی گئی ہے ۔ چنانچہ باہر کے دیہات سے جو لوگ اس روز جلسہ پر آئے ۔ وہ خاص طور پر لاٹھیوں سے مسلح تھے ۔ اور اس کثرت سے لاٹھیاں لائے کہ پولیس بھی گھبرا گئی چنانچہ اس وقت جلسہ گاہ میں جو پولیس آفیسر ڈیوٹی پر متعین تھے ۔ انہوں نے صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور صاحب مجسٹریٹ کو اسی وقت ان کے فرودگاہ پر جا کر اس طرح لاٹھیوں کے ساتھ لوگوں کے آنے کی اطلاع پہنچائی ۔ ان دونوں افسران نے آکر حالت کو بچشم خود دیکھا ۔ اور مجمع کی حالت کا اندازہ کر کے فوری حکم دیا کہ چند منٹ کے اندر اندر تمام لاٹھیاں حوالہ پولیس کر دی جائیں ۔ اسپر پولیس نے ہر شخص سے اس کی لاٹھی لے لی ۔ یہ اصل واقعہ ہے جسے مسخ کر کے بانیان فتنہ نے بہت سی رنگ آمیزیوں کے ساتھ اخبارات میں شائع کیا ہے ۔ مگر مولوی ثناء اللہ جو فتنہ انگیزی میں سب سے بڑھا ہوا ہے اس نے تو حد کر دی ہے لکھتا ہے ۔

" قرائن سے معلوم ہوا کہ خلیفہ قادیان نے ایگزیکٹو کونسل (منتظمہ مجلس) کو بلا کر یہ بات پیش کی کہ اس بلا (جلسہ اسلامی) کی کیا صورت کی جائے ۔ آخر کار جو عمل ہوا وہ بتا رہا ہے کہ یہی فیصلہ ہوا کہ "ہاتھ کی برکت سے مٹایا جائے"

حالانکہ یہ خلیفہ قادیان ہی کی امن پسند پالیسی کی برکت ہے کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ کے مرکز میں اتنی شوخی اور شرارت کرتے ہوئے اور سلسلہ کے امام اور پیشوا کو بے شمار گالیاں دیتے ہوئے پھر ہر سال ایسا مفسدانہ جلسہ کرنے آجاتے ہیں ۔ اور باوجود ان لوگوں کی ہر قسم کی فتنہ انگیزیوں کے فساد کی روک تھام کی جاتی ہے ورنہ معلوم نہیں کہ کوئی اور جگہ ہوتی تو کیا کچھ ہو چکا ہوتا ۔

اہلحدیث اپنے اس جھوٹ سے بھی بڑھ کر کذب بیانیوں کا یہ طومار شائع کرتا ہے کہ :-

" چند مسافر لوگ ایسے تھے ۔ جو بیچارے بے پناہی کی حالت میں جلسہ گاہ میں پڑے تھے ۔ یہ بے پناہ گہری نیند سو رہے تھے کہ ایک جماعت لٹھ بند بسر کردگی ممبران کونسل آف قادیان آئی ۔ اور آتے ہی پوچھا کہ ثناء اللہ کہاں ہے ۔ ان خوابیدہ مسافروں نے بیدار ہو کر کہا کہ یہاں نہیں ۔ بولے بتاؤ کہاں ہے ۔ انہوں نے کہا اپنے ڈیرے میں ہونگے ۔ مسافروں نے کہا آخر تم لوگوں کو اسوقت ان سے کیا کام ہے بولے ایک اشتہار دینا ہے ۔ مسافر بولے صبح دے دیجئے گا ۔ ہمیں کیوں اسوقت تنگ کر رہے ہو ۔ اتنا کہنا تھا کہ ٹھاس ٹھاس لکڑی چلنے لگی ۔ چنانچہ ان نہتے مسافروں میں سے کسی ایک کو سخت چوٹیں آئیں "

حالانکہ یہ سارا واقعہ جھوٹ ہے نہ سوئے ہوئے مسافروں سے کسی نے ثناء اللہ کا پتہ پوچھا اور نہ کسی دشمن سے دشمن انسان کی عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ اس طرح ایک لٹھ بند جماعت رات کے وقت مسافروں سے اشتہار دینے کے لئے پوچھتی پھری ہو

کہ ثناء اللہ کہاں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جن کو اس کذاب نے ممبران کونسل آف قادیان بیان کیا ہے۔ اگر ان کا ارادہ ثناء اللہ کے پاس جانے کا تھا تو انکو یہ ضرورت نہ تھی کہ ناواقف مسافروں سے ثناء اللہ کا پتہ رات کے وقت پوچھتے۔ ثناء اللہ جس مکان میں رہتا تھا۔ وہ مکان مخفی نہ تھا۔ ہمارے کئی آدمی ثناء اللہ کے مکان کو جانتے تھے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خود ساختہ قصہ جو اخبارات میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ اسی مفتری کا گھڑا ہوا ہے۔ جو اس نے پہلے دوسروں سے شائع کرایا ہے اور پھر آپ شائع کیا ہے۔ اور یہ انگیخت بھی اسی کی معلوم ہوتی ہے کہ میر محمد اسحٰق صاحب اور میر قاسم علی صاحب کا نام مہرالدین آتشباز سے جھوٹ موٹ ابتدائی رپورٹ میں درج کرا دیا ہے۔ ورنہ میر محمد اسحٰق صاحب اور میر قاسم علی صاحب کے متعلق کوئی شخص بھی جس نے ان کو دیکھا ہے۔ یہ وہم نہیں کر سکتا کہ وہ کسی ایسے معاملہ میں حصہ لے سکتے ہیں جو ان کی طرف اہلحدیث نے منسوب کیا ہے۔ چونکہ معاملہ پولیس میں زیر تفتیش ہے۔ اسواسطے ہم اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ جماعت احمدیہ کا کوئی بھی ذمہ دار آدمی اس تکرار میں شامل نہیں تھا۔ سوئے ہوئے مسافروں کو مارنے کا جو قصہ بنایا گیا ہے۔ اس کا جھوٹ خود اس قصہ سے ظاہر ہے۔ جس طرح تکرار ہوئی ہے۔ اس کو ہم نے شروع میں بیان کر دیا ہے۔

قادیان کے ساتھ اہلحدیث نے ایک قصہ بھانبڑی کا بھی بنایا ہے کہ ۳۔ اپریل صبح کے وقت وہاں جلسہ ہو رہا تھا کہ معلوم ہوا۔ ایک بڑی جماعت قادیانی لٹھ بند سپاہیوں کی بسر کردگی میر قاسم علی مارچ کرتی ہوئی اس گاؤں میں آئی۔ بدلے ہوئے تیور سے اِدہر اُدہر دیکھنے لگی۔ جب قرائن ایسے دیکھے کہ یہاں ہمارے لٹھ کام نہ دینگے۔ تو اپنا سا منہ لے کر واپس چلے گئے حالانکہ یہ واقعہ بھی دراصل یوں ہے۔ کہ وہاں کے غیر مقلدوں نے ہماری جماعت کے بعض احمدیوں کو جو بھانبڑی میں رہتے ہیں، مباحثہ کرنے کے لئے تنگ کر رکھا تھا اور کہا تھا کہ ثناء اللہ کے بھانبڑی آنے پر جس کو چاہو۔ قادیان سے لاکر مباحثہ کرا لینا۔ ثناء اللہ جب وہاں پہنچا تو وہ بیچارے قادیان آئے اور مناظر مانگا۔ اسپر بعض آدمی مباحثہ دیکھنے کی غرض سے بھانبڑی چلے گئے غیر مقلدوں کو جب معلوم ہوا کہ قادیان سے مناظر آگئے ہیں تو انہوں نے مباحثہ سے انکار کر دیا۔ اسپر ہمارے وہ آدمی جو مناظرہ دیکھنے کے لئے گئے تھے واپس آگئے۔ یہ واقعہ ہے۔ جس کو ثناء اللہ نے اس رنگ آمیزی سے بیان کیا ہے۔ افسوس کہ ان لوگوں کو خدا کا ڈر نہیں رہا اور ہر بات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ثناء اللہ نے اپنے مضمون میں احمدیوں کے متعلق لوگوں کو یہ اشتعال دلایا ہے کہ آئیندہ انہیں خوب تکلیف دی جائے۔ ہم انہیں صاف سُنائے دیتے ہیں کہ وہ کونسی تکلیفیں ہیں جو تم لوگ ہم کو دے سکتے ہو اور نہیں دیتے۔ اور وہ کونسا تیر ہے۔ جو تم ہمارے زندوں اور مردوں پر چلا سکتے تھے۔ مگر تم نے نہیں چلایا تم لوگوں کے سلوک ہمیں یاد ہیں۔ آئیندہ بھی جو تکلیفیں تم دے سکتے ہو دو۔ ہم خدا کے فضل سے ان کو برداشت کرینگے اور ظالموں کا انجام دیکھیں گے ؛

مسلمانوں کے خلیفے

معاصر وکیل (۱۶ اپریل) "مسلمانوں کے سات خلیفہ ہو گئے" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"ترکوں سے خلافت کیا گئی کہ دنیائے اسلام میں خلفاء کی صورتیں ظاہر ہونے لگیں ماسوقت مندرجہ ذیل اشخاص خلافت کے مُدعی ہیں۔ (۱) شریف حسین شرقی اردون اور فلسطین حجاز عراق میں کوس خلافت بجائینگے (۲) سلطان یوسف صاحب مراکشی اپنی حدود میں خلیفہ ہیں (۳) امام ادریسی شوافع کے امام ہیں (۴) ابن مسعود وہابیوں کا امام اور خلیفہ (۶) شاہ مصر عنقریب خلافت کا علم بلند کرینگے (۷) ابن الشریف فیصل عراق میں بطور خلیفہ کے خطبوں میں نام پڑھا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئیندہ کتنے خلیفے نکلیں گے۔

قیامت آگئی۔ مہدی علیہ السلام ظاہر ہونے کو ہیں۔ خلافت کی طوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ مسلمان کہاں جائیں اور کس سے کہیں"

اس تحریر میں صرف ان لوگوں کے نام درج کئے گئے ہیں جو خلافت کے مدعی بنکر کھڑے ہو چکے ہیں اور جو ابھی بطور امیدوار سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا تو ذکر ہی نہیں۔ صرف ہندوستان میں اس وقت تک متعدد نام لئے جاتے ہیں۔ مثلاً خواجہ حسن نظامی صاحب، مسٹر محمد علی صاحب وغیرہ ایسی حالت کی وجہ سے ان سطور میں جو مضطربانہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلافت ٹرکی کو مٹا کر مسلمانوں کو ایسا جھٹکہ دیا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلنے لگ گئی ہیں۔ اور امام مہدی علیہ السلام کی ضرورت کا احساس ہونے لگا ہے۔ لیکن کاش! وہ کسی آنیوالے کا بے سود انتظار کرنے کی بجائے حضرت مرزا صاحب کو قبول کریں۔ کیونکہ آپ ہی وہ مہدی ہیں۔ جس نے آنا تھا اور آپ کے سوا تا قیامت کوئی مہدی موعود نہیں آسکتا کیا امام مہدی کے منتظر لوگ اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ موجودہ وقت سے زیادہ نازک وقت اور کونسا ہو سکتا ہے جب وہ آئینگے۔

امام کا انتظار

مندرجہ بالا نوٹ میں ہم بتا چکے ہیں کہ مُسلمان اپنی زار و زبون حالت کو دیکھ کر ایک موعود کی آمد کا کس طرح بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حالت مسلمانوں ہی کی نہیں۔ دیگر اقوام اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی کسی آنیوالے مصلح کے منتظر بیٹھے ہیں۔ اور اب ان کے نزدیک بھی انتظار کی حد ہو چکی ہے۔ کیونکہ سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں۔ اور سب ضرورتیں لاحق ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" (۱۳۔ اپریل) لکھتا ہے:۔

"راکھشوں کا زور بڑھ چکا تھا۔ رشی لوگ اطمینان سے اپنی تپسیا میں مشغول نہیں رہ سکتے تھے۔ اسی وقت رام تو آیا تھا۔ وشوامتر کے یگیہ کو پورن کرنے کے لئے تیرا توں جاگتے رہنا۔ چھوٹی سی عمر میں زرہ بکتر پہنے تیر کمان ہاتھ میں پکڑے راکھشوں کے حملہ کو روکے رکھنا کس ہندو کو بھول سکتا ہے۔ پھر پتا کی آگیا کا پالن۔ جنگل میں رہتے ہوئے اسے درندوں اور راکھشوں سے خالی کر دینا ظالم اور جور و جفا کے پتلے راون کو کیفر کردار کو پہنچانا۔ یہ تیری کل باتیں جب کبھی یاد آتی ہیں اسی وقت دل کے ساتھ سر بھی تیرے چرنوں میں جھک جاتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے درجہ کے ہندو کے ساتھ تیرا پریم آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہانے پر مجبور کرتا ہے۔ رام! دیکھ کیا اب پھر وہ وقت نہیں آپہنچا۔ جب تیری ضرورت ہو۔ کیا راکھش زور نہیں پکڑ گئے۔ کیا اس وقت ہندو اپنے یگیہ سمپورن کر سکتے ہیں۔ جب کہ ان کو یگیہ کی سامگری اور اس کے لئے ضروری چیزیں ہی نہیں ملتیں۔ رام تیرے آنے کی پھر ضرورت ہے۔ آج بھی تو آیا تھا۔ اب پھر تو آ۔ رام تیرے انتظار میں ہم بیٹھے ہیں۔ کیا تو نراش (مایوس) کر دیگا؟"

آریہ اخبار کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آریوں کے نزدیک بھی پنڈت دیانند صاحب کا ہونا نہ ہونا مساوی ہے۔ کیونکہ باوجود ان کے وہ رام کے منتظر بیٹھے ہیں اور بڑی بے قراری اور بے تابی سے رام کو پکار رہے ہیں۔ اگر پنڈت دیانند جی نے آکر ان کی روحانی اور مذہبی ضرورتوں کو پورا کیا ہوتا۔ تو آج آریوں کو اس طرح لجاجت سے رام کو بلانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ آریہ اپنے آپ کو تہی دست اور ضرورت مند سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے رام کو پکار رہے ہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا ان کی یہ پکار سنی بھی جائے گی اور رام تشریف بھی لے آئیں گے۔ اس کے متعلق ہم باواز بلند کہے دیتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ موعود کل جس کے منتظر سب ادیان کے لوگ ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود میں نازل ہو چکا ہے۔ اس لئے اب نہ کوئی "رام" آسکتا ہے۔ اور نہ "مہدی" وہی رام ہے۔ وہی کرشن ہے۔ وہی مسیح موعود ہے۔ وہی مہدی ہے۔ یہ اسی کے مختلف نام ہیں۔ جو لوگ اسے قبول نہ کرینگے۔ وہ یقیناً محروم رہینگے۔ اور محروم ہی دنیا سے اٹھ جائینگے۔

ہندوؤں میں تعدد ازدواج

ہندوؤں اور خاص کر آریوں کی طرف سے تعدد ازدواج کے اسلامی مسئلہ پر بڑے زور شور کے ساتھ اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن کس قدر حیرت اور استعجاب کا مقام ہے۔ کہ جن بزرگوں کی یہ اولاد کہلاتے ہیں۔ اور جن کے پاس ان کے ہادی اور راہ نما حتی کہ مجسم ایشور پیدا ہوئے۔ وہ نہ صرف تعدد ازدواج کو جائز سمجھتے رہے ہیں۔ بلکہ اس پر عامل رہے ہیں۔ مثلاً "بھگوان رام" کے والد کی تین بیویاں تھیں۔ چنانچہ اخبار ایشیا (۱۳ اپریل) لکھتا ہے۔

"مہاراج دشرتھ کی تین مہارانیوں سے نور الٰہی چار صورتوں میں سلسلہ وار ظاہر ہوا تھا"

دشرتھ وہ شخص تھے۔ جو بھگوان رام کے پتا تھے۔ اور نور الٰہی کی جن چار صورتوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک رام چندر تھے۔ کیا ایسی صورت میں آریوں یا ہندوؤں کا تعدد ازدواج پر اعتراض کرنا اپنے بزرگوں پر الزام لگانا نہیں۔

ہندوؤں میں عورت کی حیثیت

اسلام نے عورتوں کو جو درجہ دیا ہے۔ اس کی فضیلت اور برتری کا پتہ جہاں ان کے اسلام کے مقرر کردہ حقوق سے لگ سکتا ہے۔ وہاں دیگر مذاہب میں عورتوں سے جو سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اسے دیکھ کر بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ ہندو تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ پانڈوں نے اپنی بیوی دروپدی کو جوئے میں ہار دیا تھا عورت پر اس طرح کا تصرف کرنے کے علاوہ ہندوؤں میں یہ خیال بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ کسی تیرتھ ستھان پر اپنی بیوی کسی پنڈے کو دان دیدیں تو مرنے کے بعد وہی استری انہیں مل جائیگی۔ اور ابھی تک اور تیرتھوں کے علاوہ کروکشیتر میں سورج گرہن کے موقع پر کئی ہندو اپنی بیاہتا استریوں کو پہلے پنڈتوں کو دان دے دیتے ہیں۔ اور پھر وہ کچھ نقدی دے کر ان سے اپنی بیوی خرید لیتے ہیں حال میں چونکہ پریاگ (الہ آباد) کے میلہ پر اس قسم کے لین دین کے ایک واقعہ میں الجھن پیدا ہو گئی۔ اس لئے وہ اخبارات میں آگیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"ایک دکھنی نے اپنی عورت ایک پنڈے مشٹنڈے کو دان میں دیدی۔ لیکن جب اس نے اسے دام دے کر واپس لینا چاہا۔ تو پنڈے جی مہاراج اس عورت کی خوبصورتی کو دیکھکر منہ میں پانی بھر لائے اور اس نے عورت واپس دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ پہلے دان دے کر واپس کیسے لینا چاہتے ہو۔ اس مرد کے پاس اڑہائی سو روپیہ تھے۔ اس نے وہ ساری کی ساری رقم دے کر بھی اپنی عورت واپس لینی چاہی۔ لیکن پنڈا جی رضامند نہ ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اگر لینا ہی ہے۔ تو چار سو روپے گن دو۔ آخر بہت رد و کد کے بعد مشکل سے سیو آسمتی والوں نے اس عورت کو پنڈے کے پنجے سے چھڑا کر اس کے بدقسمت مرد کے حوالہ کیا۔" (جیون تت یکم اپریل)

ممکن ہے۔ ان لوگوں کے پاس جو اپنی عورتوں کو اسطرح دان میں دیتے ہیں۔ مذہبی ہدایات ہوں اور وہ ان کی تعمیل میں ایسا کرتے ہوں۔ لیکن زمانہ جسقدر ترقی کر چکا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ کیونکر یہ لین دین تا حال چلا آتا ہے۔ اور کیوں ہندو صاحبان اپنی دیگر کئی ایک مذہبی رسومات مثلاً ستی ہونا یا بیوہ کی پر آدھیوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک کے روزے اور ان کی غرض

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ اپریل ۱۹۲۴ء

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد یہ آیت پڑھی۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۲)

رمضان المبارک

فرمایا۔ جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں پچھلے پانچ دنوں سے رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے یہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں اللہ تعالے کے فضلوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف جو رمضان سے پہلے نازل ہوتا تھا۔ وہ رمضان کے مہینے میں دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا تھا۔

روزے اور دیگر عبادتیں

رمضان کے روزے بظاہر ان عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے۔ جو اپنے اندر قریباً قریباً ظاہری اور جسمانی رنگ نہیں رکھتی ہیں۔ حج کو لو۔ اس کے لئے سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ اور حاجیوں کے لئے خاص دعائیں مقرر ہیں۔ جو وہ حج کو جاتے اور حج کرنے میں پڑھتے ہیں۔ یہ حج کی ظاہری شکل ہے۔ نماز میں بھی تسبیح وتحمید رکوع سجود قیام قعدہ موجود ہیں۔ اور ان کی موجودگی کی وجہ سے نماز یہ ظاہری رنگ رکھتی ہے۔ جب سے دنیا کا پتہ تاریخ کے ذریعہ چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ صدقہ و زکوٰۃ کا مسئلہ بہت پرانا ہے۔ اور قدیم سے غرباء و مساکین کی امداد کرنے کا طریق چلا آیا ہے۔ یہ بھی اپنے اندر ظاہری رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ محتاجوں کی ضروریات ظاہری طور پر پوری کی جاتی ہیں۔ لیکن روزوں میں کوئی ظاہری بات نہیں۔ بلکہ ان کا اثر انسان کی طبیعت پر پڑتا ہے۔ اور اس اثر کے مخفی ہونے کی وجہ سے بعض لوگ روزوں کو سزا خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا نے روزے بھوکا پیاسا رکھ کر سزا دینے کے لئے مقرر کئے ہیں۔

کیا روزے سزا ہیں

چونکہ روزوں میں کوئی خاص دعائیں نہیں پڑھی جاتیں۔ کوئی خاص کام نہیں کرایا جاتا۔ اس لئے روزوں کا وقت صبح سے لے کر شام تک کا ان لوگوں کے لئے جو کہ ان کی اصل حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ بڑا مشکل گذرتا ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے ہم کو بھوکا پیاسا رکھنا چاہتا ہے۔ اس کے سوا روزہ کی اور کوئی غرض اور فائدہ نہیں ہے۔ ایک معمولی اور روحانیت سے بے بہرہ انسان کا قلب روزے کی حقیقت کو اس سے زیادہ قبول نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عام طور پر لوگ روزے کو چٹی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں روزہ چٹی نہیں ہے۔ بلکہ روحانیت اور خدا تعالے کا قرب حاصل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن اگر اس کی ظاہری حیثیت کو ہی لے لیا جائے جو یہ ہے۔ کہ روزہ نام ہے بھوکے اور پیاسے رہنے اور اپنے جلدی کے کاموں میں بلا وجہ اللہ کے حکم سے تاخیر ڈالنے کا۔ تو بھی میں کہتا ہوں۔ کہ روزے خدا کی ایک عظیم الشان عبادت ہیں۔ اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ۔ کیونکہ روزے کا اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔ تو کیا یہ فائدہ کم ہے۔ کہ روزہ رکھنے والا خدا تعالے کے لئے بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ اور خدا کے لئے اور اس کے حکم کی تعمیل میں بھوکا پیاسا رہنا ہی بڑی عبادت ہے۔

روزے میں حکمت

لیکن روزہ اپنے اندر بڑی بڑی حکمتیں رکھتا ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ روزے کے ذریعے انسان اپنے جسم کو اس امر کی عادت ڈالتا ہے۔ کہ اگر اس کو کسی وقت خدا تعالے کے راستہ میں نکلنے کا حکم ہو۔ تو بلا تامل بھوک اور پیاس کی تکلیف کی پروا نہ کرتے ہوئے نکل کھڑا ہو۔ اور خدا کے حکم کو بسر و چشم بجا لائے۔ اس کی مثال بعینہ یہ ہے۔ کہ جیسے ایک سپاہی کو تیز رو گھوڑے پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے راستہ میں کئی ایک کھائیاں کھود دی جاتی ہیں اور اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ گھوڑا دوڑا کر ان کھائیوں کو عبور کرو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ میری جان کسی دشمن کی وجہ سے خطرے میں نہیں۔ کہ مجھے بھاگنا چاہیئے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ حکومت کو بھی اس وقت کسی بیرونی دشمن کے حملہ کا ڈر نہیں۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے۔ پھر وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ اور ان گہری کھائیوں کو عبور کرتا ہے۔ کیوں اس لئے کہ اس طرح اس کو مشق کرائی جاتی ہے۔ تاکہ اس وقت جب کہ اس کے ملک پر کوئی بیرونی دشمن حملہ کرے یا اس کے ملک کو کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنا پڑے تو وہ بہادری اور ہمت سے کام کر سکے۔ اگر اس کو اس بات کی شروع سے مشق نہ کرائی ہو گی۔ یعنی اس سے بڑی بڑی کھائیاں عبور نہ کروائی ہونگی۔ تکلیف اور مشقت برداشت کرنے کا عادی نہ بنایا ہو گا۔ تو وہ ضرور ضرورت کے وقت بھاگ جائیگا۔ اور اگر بھاگیگا نہیں۔ تو کوئی کارنامہ نہ دکھا سکے گا۔ کوئی سنجیدہ اور عقلمند انسان اس بات پر اعتراض نہیں کرتا۔ اور نہیں کہتا۔ کہ سپاہیوں سے کلرکوں کا کام لینا چاہیئے یا کسی اور کام پر لگانا چاہیئے۔ بے فائدہ ان سے محنت و مشقت کیوں کرائی جاتی اور کیوں ان پر روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بیوقوف یہ کہے۔ تو اسے جواب دیا جاتا ہے۔ کہ یہ سپاہی خطرے کے مقابلہ کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کو دلیر اور جری بنایا جاتا ہے۔ انہیں تکلیف اور مشقت اٹھانے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ تاکہ اس وقت دشمن کا مقابلہ بہادری سے کر سکیں۔ اور عین لڑائی کے وقت پیٹھ

دکھائیں۔ اسی طرح روزوں کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے کی مشق کرے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جو شخص بلا وجہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ وہ اگر حقیقی وجہ خطرے کی پیدا ہو جائے تو ضرور اپنی جان کو خطرے میں ڈالدے گا۔ اور اس سے ہرگز دریغ نہ کریگا۔ پس اگر یہی فرض کر لیا جائے۔ کہ روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام ہے۔ اور اس میں یہ تکلیفیں انسان کو اٹھانی پڑتی ہیں۔ تو یہ بطور مشق کے ہیں۔ اور یہ تھوڑے عرصہ کے لئے ہوتی ہیں۔ بہ نسبت اس تکلیف کے جبکہ مسلمانوں کو کسی بیرونی دشمن کی وجہ سے بھوکا پیاسا رہنا پڑے۔ اگر وہ اس کے عادی نہ ہونگے تو گھبرا جائیں گے۔ پس جس طرح ایک سپاہی جس کو لڑائی کی پریکٹس نہ کرائی جائے اور لڑائی کے لئے ٹرینڈ نہ کیا جائے وہ لڑائی کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں کو روزوں کے ذریعے بھوکا اور پیاسا رہنے کی مشق نہ کرائی جائے۔ تو وہ بھی گھبرا جائیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ سپاہی تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کی اس لئے مشق کرتا ہے کہ اس کی حکومت کو دشمنوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے کونسا خطرہ ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ اپنی جان کو تکلیف میں ڈالے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان کو اسلام کی حفاظت کے لئے روزے کے ذریعہ پریکٹس کرائی جاتی ہے ؞

روزہ کی فرضیت

پس روزہ اسلام کے فرضوں میں سے ایک اہم فرض ہے اور اس فرض کے پورا کرنے کے لئے ہمیں بچوں کو بھی شروع سے تیار کرنا چاہیئے تاکہ وہ بڑے ہو کر روزہ رکھنے سے دل نہ چرائیں۔ بعض بچے جن کو روزے کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ کیوں ہم بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں وہ بڑے ہو کر روزے نہیں رکھتے۔ لیکن وہ جو روزے کی حقیقت سے خوب واقف ہوتے ہیں کبھی ایسا نہیں کرتے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے لوگ جو روزہ نہیں رکھتے۔ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ چونکہ ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ہم روزہ نہیں رکھتے۔ ایسے لوگوں کی مثال بعینہٖ اس طرح ہے۔ جیسے کوئی زخمی کہے کہ میں ڈاکٹر سے اپریشن اس لئے نہیں کراتا۔ کہ مجھے تکلیف ہوتی ہے یا جس کو بخار ہو وہ کہے میں کونین اس لئے نہیں کھاتا کہ کڑوی ہے۔ حالانکہ اپریشن کی تکلیف ہی زخم سے گندہ مواد کو خارج کرتی اور کونین کی کڑواہٹ ہی ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ پس جبکہ روزہ ہے ہی اسلئے کہ تمہارے جسموں کو اس بات کے لئے تیار کیا جائے کہ تم ان تکالیف کو برداشت کر سکو۔ جو کبھی خدا کے راستہ میں تمہیں برداشت کرنی پڑیں۔ تو پھر یہ کہنا کس قدر نادانی ہے۔ کہ ہم اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتے کہ تکلیف ہوتی ہے۔ اگر اب تم اس قدر بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ تو کس طرح امید کی جا سکتی ہے۔ کہ جب کبھی اسلام کے لئے کوئی بڑی تکلیف اٹھانے کا موقع آئے۔ اسوقت تم اٹھا سکو گے۔ اگر اس طرح اپنے آپ کو عادی نہ بناؤ گے تو ضرورت کے وقت قطعاً کام نہ آسکو گے۔

کسی کام کا عادی ہونے کا فائدہ

دیکھو کسی بات کے عادی نہ ہونے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اب اگر کسی کو تھوڑے سے فاصلہ پر بھیجا جاتا ہے۔ تو وہ ٹمٹم تلاش کرنے لگ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ کہدیتا ہے۔ کہ میں اسوقت اس لئے نہیں جا سکا کہ کوئی ٹمٹم نہیں ملی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت صحابہ ساٹھ ساٹھ میل کا سفر پیدل کرتے تھے۔ اسوجہ سے میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں زیادہ اخلاص تھا اور تم میں کم ہے۔ اور نہ میں نے اخلاص کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ بات کہی ہے۔ بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم چونکہ پیدل سفر کرنے کے عادی نہیں ہو۔ اس لئے نہیں کر سکتے اور وہ چونکہ عادی تھے۔ اس لئے لمبے لمبے سفر پیدل کیا کرتے تھے۔ یہی حالت سب کاموں میں ہوتی ہے۔ جو آدمی بھوک کی تکلیف برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوتا۔ اسکو اگر کہیں فاقہ آجائے تو گھبرا جاتا ہے۔ اکثر دفعہ جب میں باہر جاتا ہوں۔ جس کی غرض بالعموم یہ ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو قابل مشقت بنایا جائے تو کچھ ایسے لوگ میرے ساتھ جاتے ہیں جو سفر کی تکلیف کے عادی نہیں ہوتے۔ جنھیں گھر کی طرح آرام نہیں ملتا۔ وہ گھبرا جاتے ہیں۔ اور عادی نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ ہاں جو میرے ساتھ سفر میں رہ چکے ہوں۔ وہ کسی قسم کی گھبراہٹ ظاہر نہیں کرتے۔ پس رمضان ہم کو عادی بناتا ہے ایک اہم امر کے لئے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی موقعہ ایسا آجائے کہ دین کے لئے بھوکا رہنا پڑے۔ تو ہم چھ چھ ماہ تک بھی بھوکے رہ سکیں۔ لیکن جو عادی نہیں ہوتے۔ وہ گھبرا جاتے ہیں۔ دیکھو جو لوگ بچپن میں نماز کے عادی نہیں ہوتے ۔ وہ بڑے ہو کر نماز کے نام سے بھاگتے ہیں۔ اور اگر نماز پڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو اس عمدگی سے ادا نہیں کر سکتے۔ جس طرح بچپن سے پڑھنے والے ادا کر سکتے ہیں میرے لڑکے ناصر احمد کی طرف ایک انگریز کا خط امریکہ سے آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ میں نے تمہاری نماز پڑھنے کی تصویر نماز کی کتاب میں دیکھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ تم تشہد میں کس طرح بیٹھ سکتے ہو۔ میں باوجود بہت کوشش کرنے کے نہیں بیٹھ سکتا۔ اب یہ نہیں کہ اس انگریز میں اخلاص کم ہے۔ اس لئے اس سے بیٹھا نہیں جا سکتا۔ اس نے تو اپنے اخلاص کا یہاں تک ثبوت دیا کہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا۔ نہ اپنی حکومت کی پرواہ کی نہ ملک اور نہ دوسرے تعلقات کی۔ بات یہ ہے کہ چونکہ اسے تشہد میں بیٹھنے کی عادت نہیں اسلئے نہیں بیٹھ سکتا۔ لیکن ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے گھنٹوں ہمارے ساتھ تشہد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ کیا اس انگریز سے بچے اخلاص میں زیادہ ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ عادی ہوتے

ہیں۔ اور وہ عادی نہیں۔ تو عادت انسان کو مشکل کاموں کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ اسلام انسان کو قربانی کے لئے تیار کرتا ہے۔ اور روزوں کی ایک غرض یہ بھی ہے۔

رمضان میں خدا کا قرب پھر رمضان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اسمیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے بہت لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ کہا ہے کہ رمضان میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں لیکن ہماری دعائیں تو نہیں سنی جاتیں اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنی دعاؤں میں وہ اخلاص پیدا نہیں کرتے جو قبولیت دعا کے لئے شرط ہے اور جسمانی تغیر کے ساتھ وہ روحانی تغیر نہیں کرتے جو دعا کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور روح اور جسم کا ایسا تعلق ہے کہ ایک پر دوسرے کا اثر پڑتا ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زیور پہننے یا ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جو جسم میں آسائش اور آرام طلبی کا مادہ پیدا کرتی ہیں۔ اور اس کا اثر روح پر پڑتا ہے۔

رمضان میں تہجد کا موقع پھر روزوں کے ایام میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ رمضان سے پہلے تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکتے وہ بھی رمضان میں چونکہ سحری کھانے کے لئے اٹھتے ہیں۔ اس لئے انہیں تہجد پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بچے بھی روزہ رکھنے کی خوشی میں اٹھ کر دو رکعتیں ہی تہجد کی پڑھ لیتے ہیں۔ رمضان کے علاوہ جو لوگ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں انہیں تہجد پڑھنے میں لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے لیکن رمضان میں بڑے چھوٹے سب کو تہجد کا موقعہ ملجاتا ہے۔ پس رمضان ایک بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس میں تہجد کا موقعہ اور دعاؤں کا خاص وقت عام لوگوں کو ملتا ہے۔

رمضان میں خدا کا نچلے آسمان پر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینے میں بندوں کی دعاؤں کو سننے کے لئے سماء الدنیا پر آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے میرے بندو دعا مانگو میں سنتا ہوں۔ خدا کے سماء الدنیا پر آنے سے مراد یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا مجسم ہے اور وہ قریب آجاتا ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اخلاص کے لحاظ سے کمزور اور کم طاقت رکھنے والی دعا کو بھی سنتا ہے۔ دعا میں جس قدر اخلاص ہوگا۔ اسی قدر اس میں زیادہ قوت ہوگی۔ اور وہ زیادہ بلندی تک جائیگی۔ اور جتنی کمزور ہوگی۔ اتنی نیچی رہے گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ رمضان میں وہ دعائیں جو زیادہ بلندی پر جانے کے قابل نہیں ہوتیں وہ بھی خدا تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔

دعا مومن کا تیر ہے۔ جیسے وہ چلاتا ہے لکھا ہے کہ کوئی بزرگ تھے۔ جن کے مکان کے قریب بادشاہ کے وزیر کا مکان تھا۔ اس کے ہاں ساری رات گانا بجانا اور ناچ ہوتا رہتا تھا۔ جس سے ہمسائیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ چونکہ وہ بادشاہ کا درباری تھا۔ اس لئے کوئی شخص اس کو روکنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ ایک دن اس بزرگ نے جاکر اسکو کہا کہ آپ کے اس طرز عمل سے ہمسائیوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس نے کہا میں تمہاری نیند کے لئے اپنے عیش کو نہیں چھوڑ سکتا جاؤ جو تمہیں میں رپورٹ کرو۔ اس بزرگ نے کہا بہتر ہے کہ تم باز آجاؤ ورنہ میں سہام اللیل یعنی رات کے تیروں سے مدد چاہوں گا۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ بزرگ نے کہا کہ وہ رات کی دعائیں ہیں یہ فقرہ ایسے جوش اور اخلاص سے کہا گیا تھا کہ وہ شخص کانپ گیا اور اس نے توبہ کی کہ میں آیندہ شور وشر نہیں کرونگا۔ آپ سہام اللیل نہ چلائیں۔ تو دعا ایک تیر ہے اور تیر جس قدر زور سے چلایا جائے۔ اتنا ہی دور جاتا ہے۔ اور اگر آہستہ چھوڑا جائے تو دور نہیں جاتا۔ قریب ہی گر جاتا ہے۔ وہ دعا جو پختہ ایمان والے مومن کی ہوگی۔ وہ چونکہ جوش خشوع اور خضوع سے کی جائیگی۔ اس لئے وہ اس زور والے تیر کی طرح ہوگی جو بوجہ اپنی تیزی اور زور کے دور تک پہنچتا ہے۔ ایسی دعا عرش تک پہونچ جائیگی۔ اور وہ دعا جو کمزور ایمان والے کی ہوگی۔ اس تیر کی طرح ہوگی۔ جو قریب ہی گر جاتا ہے۔ اور یہ دعا سماء الدنیا تک پہنچیگی لیکن رمضان میں یہ بھی قبول ہو جائیگی۔ سات آسمانوں سے مراد سات درجے ہیں۔ جس جس درجہ کی کوئی دعا ہوتی ہے۔ اس اس درجہ کے آسمان پر سنی جاتی ہے۔

تو دعاؤں کی قسمیں بھی سات ہیں۔ وہ کمزور ایمان والے لوگ جو اتنی ایمانی طاقت نہیں رکھتے۔ کہ ان کی دعا عرش تک پہنچے۔ وہ جب رات کے پچھلے پہر دعا کرتے ہیں تو خدا اسی کو قبول کر لیتا ہے۔ یہ مطلب ہے۔ خدا کے نچلے آسمان پر ہونے کا اور عرش پر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ بہت اونچی جانے والی دعا کو خدا سنتا ہے اور وہ تیر جو زور سے جاتا ہے۔ اس کو قبول کرتا ہے۔ ورنہ خدا تو حبل الورید سے بھی زیادہ قریب ہے۔

قبولیت دعا کا خاص وقت وہ لوگ جو دعاؤں کے عادی ہیں اور قبولیت دعا کا مزا پاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دعاؤں کے لئے پچھلے پہر کا وقت کیسا اچھا وقت ہے۔ اور اسمیں کیسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اگر دوسرے لوگوں کو اس لذت کا ایک ذرہ بھی کسی طرح چکھایا جا سکتا تو کبھی رات کے سونے اور آرام کرنے کو اس لذت کے حاصل کرنے پر قربان کر دیتے بعض نادان رمضان کے روزوں کے متعلق کہتے ہیں کیسے سحری کو اٹھنے اور دن بھر بھوکے اور پیاسے رہنے کی کیا ضرورت ہے اسمیں اسقدر ترمیم کر دینی چاہیئے کہ پیٹ بھر کے نہ کھایا جائے تھوڑا بہت ناشتہ کر لیا ہے مثلاً چائے پی لی یا پھل کھا لیا اور باقی کہتے ہیں کہ دن چڑھے سے روزہ رکھنا چاہیئے لیکن ایسے روزہ کی مثال بعینہ یہ ہے کہ ایک شخص کا ناک کان کاٹ دیئے جائیں آنکھیں نکالدی جائیں۔ اور پھر کہا جائے کہ یہ انسان ہے۔

روزہ کی روح اور جان روزہ کی جان اور روح چونکہ

سحری کا وقت اور تہجد کا پڑھنا ہے۔ اس لئے دن چڑھے کھانا کھا کر روزہ رکھنے سے ایسا ہی روزہ ہوگا۔ جو بے جان ہوگا۔ اور جس میں روح نہیں ہوگی۔ سحری کا وقت وہ وقت ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ سماء الدنیا پر آجاتا ہے۔ پس اگر روزہ کی یہ روح نکال لی جائے۔ تو اس کے لاشہ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر سحری کے وقت انسان نہ اٹھے۔ اور تہجد نہ پڑھے تو بھوکا اور پیاسا رہنے سے کیا فائدہ۔ روح کے بغیر جسم ایک مردار شے ہے۔ اور مردار چیز سے سوائے بدبو اور تعفن کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بیٹا اپنے باپ کی لاش کو عزیز اپنے دوست کی لاش کو۔ روح کے جسم سے جدا ہونے پر دفن کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس لاش کا رکھنا مفید نہیں بلکہ سخت مضر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس مردہ روزہ کا رکھنا جس میں روح نہ ہو نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہ دیگا۔ بلکہ الٹا نقصان پہنچائیگا کیونکہ رکھنے والا اس سے مدارج کی ترقی سمجھے گا حالانکہ وہ اور زیادہ گر رہا ہوگا۔ اصل روحانی ترقی اسی روزہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جس میں روح ہو۔ اور روح اسی روزہ میں ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ جو لوگ روزہ میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں وہ تہجد کی لذت سے ناواقف ہیں۔ روزہ میں ترمیم کرنا کیا نئی شریعت بنا لینا بھی آسان ہے۔ لیکن نئی حقیقت پیدا کرنا مشکل ہے۔ تصویر بنا لینی آسان ہے۔ لیکن تصویر میں جان نہیں ڈالی جا سکتی۔ اسی طرح روزے بنائے جا سکتے ہیں۔ اور بیسیوں قسم کے بنائے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان میں وہ روح نہیں پیدا کی جا سکتی۔ جو خدا نے رکھی ہے۔ اس روح اور جان کو نہیں جانتے۔ جو خدا نے رمضان میں رکھی ہے۔

تہجد کی لذت اور سرور

میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ لذت اور سرور جو ایک دفعہ کی تہجد کی نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہی بہاء اللہ کو ملتا تو وہ ہرگز نیا روزہ نہ بناتا۔ وہ لذت اور سرور ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان نہیں چاہتا۔ کہ میں ساری رات بستر پر لیٹا رہوں۔ اور اس لذت سے محروم رہوں وہ اسکے حاصل کرنیکے لئے اپنی نیند اور آرام قربان کر دیگا حتیٰ کہ مرنا قبول کرے گا۔ لیکن اس لذت کے حاصل کرنے سے باز نہیں رہے گا۔ ایسے روزہ میں تبدیلی کرنا اپنے آپ کو روحانیت سے بیگانہ ثابت کرنا ہے۔

روزہ کا بدلا خدا تعالےٰ

روزہ کی یہی روح اور یہی جان ہے۔ جس کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ روزہ کا بدلہ خدا ہوتا ہے۔ اور یہی خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي۔ جب میرے بندے سوال کریں۔ کہ ہم نے روزے رکھے۔ اور ہم بھوکے پیاسے رہے۔ اب بتاؤ خدا کہاں ہے۔ تو ان کو کہدو فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ کہ وہ تمہارے روزے رکھنے اور تہجد پڑھنے کی وجہ سے تمہارے قریب ہو چکا ہے اور قریب کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمائی ہے۔ کہ وہ رمضان میں سماء الدنیا پر آجاتا ہے پس ان دنوں وہ تمہارے قریب آگیا۔ تاکہ تمہاری عرض جلدی سنے۔ جب چاہو۔ تم اس سے ملاقات کر سکتے ہو۔ آگے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم اس سے کس طرح ملاقات کر سکتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب انسان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص موجود ہے۔ لیکن اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں سکتا۔ تو وہ آواز دیتا ہے۔ کہ تم کدھر ہو۔ اسپر وہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں یہاں ہوں۔ اسی طرح جب تم خدا تعالےٰ کو پکارو گے۔ اور کہو گے کہ کہاں ہے۔ تو أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرونگا۔ اور جواب دونگا کہ میں تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے قریب ہی ہوں۔ دیکھو اگر تمہارا ایک عزیز بٹالہ بیٹھا ہو۔ تو تم یہاں سے اسے آواز نہیں دو گے۔ لیکن اگر تمہارا ایک دوست اندھیرے میں بیٹھا ہو۔ لیکن تمہیں پتہ نہ ہو کہاں ہے۔ تو تم اسے آواز دو گے۔ اسی طرح رمضان چونکہ خدا تعالےٰ کو قریب کر دیتا ہے۔ اسلئے خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ اب مجھے پکارو۔ میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کروں گا ٭

رمضان میں دعاؤں کا قبول ہونا

نادان کہتے ہیں۔ ہماری دعائیں سنی نہیں جاتیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ جو لوگ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مجھے تلاش کرتے ہیں۔ اور میری جستجو میں سرگردان اور پریشان رہتے ہیں۔ قسم ہے۔ مجھے اپنی ذات کی۔ کہ وہ ہم کو ضرور پا لیتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو مجھے پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں انہیں ضرور مل جاتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو سچے دل سے ہماری صداقت کی تلاش کریگا۔ وہ ضرور پالیگا۔ پس جب انسان کی پیدائش کی غرض خدا کو ملنا ہے۔ تو جب وہ اس کے لئے کوشش کریگا۔ ضرور اس کو مل جائیگا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ جب بندہ مجھے پکارے گا۔ تو میں بھی اسے آواز دوں گا۔ لیکن ملاقات کی شرط یہ ہے۔ کہ بندہ میری اس آواز کی اتباع کرے اور اس کے پیچھے چلے۔ تاکہ مجھ تک پہونچ سکے۔ بعض دفعہ انسان آواز تو سنتا ہے۔ لیکن اس کے پیچھے نہیں چلتا۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ منزل مقصود پر نہیں پہونچ سکتا۔ اس لئے فرمایا۔ آواز کی اتباع کرنا ملاقات کے لئے ضروری ہے۔

مقام استقامت

آگے فرمایا۔ فَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو مانتا ہو۔ کیونکہ خدا کو پہلے مانے گا تبھی پکارے گا۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ایسے یقین اور توکل ہو۔ کہ میں خدا تک ضرور پہونچ جاؤں۔ رشد کے دو معنے ہیں۔ ایک استقامت (یعنی نہ گرنیوالا مقام) دوم ہدایت جب وہ نہ گرنے والے مقام پر پہونچ جائے گا۔ تو اگر اس وقت تمام لوگ بھی مخالف ہو جائیں۔ اور سب دکھ دیں۔ تب بھی اس کا قدم متزلزل نہ ہوگا۔ اور دنیا کی حکومتیں بھی اس کو اسکی جگہ سے ہلا نہ سکیں گی۔ وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ فلاں

نے میری مدد نہیں کی۔ یا فلاں مشکل پیش آئی۔ اس لئے میرا قدم لڑکھڑا گیا۔ بلکہ ہر قسم کے شدائد کے وقت ثابت قدم رہے گا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے تم کو رمضان میں دی ہے۔ تم کہتے ہو۔ کہ لباس پہننے کے لئے چاہیئے۔ روٹی بھوک دور کرنے کے لئے چاہیئے۔ مال خرچ کرنے کیلئے چاہیئے۔ اسی طرح اور بہت کچھ چاہیئے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ تمہارا مقصد اس خدا کو ملنا ہو۔ جس نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ اگر وہ ملجائے۔ تو پھر سب کچھ مل گیا۔ کون نادان ہے جو چشمے کے بدلے ایک گلاس پانی پینے پر راضی ہو جائیگا اور خزانے کے بدلے چند روپے لینے پسند کرے گا۔ پس جب ہر ایک چیز کا چشمہ اور خزانہ خدا تعالےٰ ہے تو کون کم عقل ہو گا۔ جو دنیاوی عہدوں اور عزتوں کو خدا اور اس کے رسول کے بدلے لیگا۔ پس رمضان کے بدلے خدا ملتا ہے۔ تم لوگ خدا کو پانے کی کوشش کرو۔ اور وہ اسی طرح کہ اس وقت جب کہ خدا قریب ہوتا ہے۔ اسے پکارو۔ اور اس کی آواز کی اتباع کرو اور یقین اور توکل رکھو۔ کہ ضرور خدا کو پا لوگے۔ ایسا شخص کبھی بھی ناکام نہ ہوگا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اسے خدا نہیں ملا۔ اسے ہم کہیں گے۔ اس نے ڈھونڈنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ خدا اپنے قسمی وعدے کو جھوٹا نہیں کرسکتا۔ یہی ماننا پڑے گا۔ کہ اس شخص کے کوشش کرنے میں کمی رہی۔

جماعت احمدیہ سے خطاب

مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ رمضان میں خدا تعالےٰ کو پانے کی اس طرح کوشش نہیں کرتے جس طرح کرنی چاہیئے۔ اور وہ دعاؤں میں نہیں لگ جاتے ورنہ لاکھوں احمدی غوث اور قطب ہو جاتے۔ تم میں سے بہتوں نے ابھی تک وہ رنگ اختیار نہیں کیا۔ جو خدا تعالےٰ کو پانے والوں کے لئے اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور نہ اس یقین کو تم نے اپنے دل میں پیدا کیا ہے۔ جس سے خدا کی محبت جوش میں آتی ہے اگر تم ایسا رنگ اور ایسا یقین پیدا کر لیتے۔ تو یقیناً تم روحانیت کے بہت اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتے۔ اور خدا کے جلال کی بتی جلتی ہوئی دیکھتے۔ افسوس کہ تم نے اس نعمت کی قدر نہ کی۔ جو تمہارے لئے کھولی گئی اور اس برکت کو حاصل نہ کیا۔ جو تمہیں مل سکتی ہے۔ ورنہ اس وقت تک کئی تم میں سے اولیاء اور اقطاب ہوتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ ابھی سوتے ہیں۔ اور تمہیں معلوم نہیں۔ کہ انعام پانے کی کتنی راہیں تمہارے لئے کھل چکی ہیں۔ اور کتنے ترقی کے سامان تمہارے لئے پیدا ہو چکے ہیں۔ تم میں سے بعض صداقت مسیح موعود کے مسئلہ کے دلائل معلوم ہو جانے پر خوش ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ ہمیں مسیح موعود کی صداقت پر انشراح صدر ہو گیا۔ تم میں سے بعض یہی کافی سمجھ لیتے ہیں۔ کہ وفات مسیح کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور کوئی اس میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم میں سے بعض اسی پر پھولے نہیں سماتے۔ کہ ان کی دعائیں بعض دنیاوی امور میں قبول ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہ سب اشارے ہیں خدا تعالےٰ کو ملنے کے لئے۔ ان کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی طرف راہ نمائی ہوتی ہے یہ انسانی مقصد نہیں۔ پھر وہ وقت کب آئے گا۔ جب تم آواز سے خدا کو پکاروگے۔ اور وہ کہے گا۔ میں تمہارے ملنے کے لئے قریب ہی ہوں۔ چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کیطرف بڑھو۔ تاکہ وہ بھی تمہاری طرف بڑھے۔ خدا تعالےٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ ادھر سے بندہ بڑھے اور ادھر سے خدا تعالےٰ بڑھے۔ خدا تعالےٰ بندہ کی نسبت بہت زیادہ اس کی طرف بڑھتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بندہ پہلے بڑھے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے میرا جلال اور میری عظمت مطالبہ کرتی ہے۔ کہ تم پہلے میری طرف بڑھو۔ اس کے بعد میری شفقت و محبت اور تمہاری کمزوری مطالبہ کرتی ہے۔ کہ میں بھی آؤں۔ پس تو ایک قدم آ۔ تو میں دو قدم آگے بڑھوں گا۔ اور تو چلکر آ۔ تو میں دوڑ کر آؤں گا۔

رمضان کی قدر کرو

پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ رمضان کی قدر کرے۔ اور جان لے کہ دعا ایک آسمانی حربہ ہے۔ تمہاری یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ خدا کے عاشق بنجاؤ۔ اور خدا سے خدا ہی کو مانگو۔ یہی تمہارا اصل مقصد ہو۔ یوں تو تمام چیزیں خدا ہی سے مانگی جاتی ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے۔ کہ تسمہ جوتی کا ٹوٹ جائے۔ تو وہ بھی خدا سے مانگ۔ لیکن مانگنے میں تمہارا سب سے بڑا مقصد خدا کا مانگنا ہو۔ اور اسکی ملاقات ہو۔

جانشین نبی کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانا

حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ انبیاء خدا کے مامور ہیں۔ ان کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو ان کے جانشین ہوتے ہیں۔ انکی دعائیں بھی خصوصیت سے سنی جاتی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور خدا کا قرب حاصل کرنے کیلئے ان سے دعائیں کرانی چاہئیں۔ کیونکہ یہی تمہارا سب سے بڑا مقصد ہے ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک آدمی نے کسی سے کہا۔ خلیفہ کو دعا کیلئے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ جس جگہ خلیفہ بیٹھا ہے۔ وہ خدا کے فرستادہ کی جگہ ہے پھر یہ وہ مقام ہے۔ جہاں کئی لوگ خدا کے مقرب ہیں اور وحی کی آواز کو سننے والے ہیں۔ اور یہاں کی اینٹ اینٹ خدا کے مسیح موعود کی صداقت کی دلیل ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مارٹن کلارک کے مقدمہ کے وقت مجھے بھی دعا کیلئے کہا تھا۔ میری عمر اس وقت دس سال کے قریب ہوگی۔ مجھے دعا کیلئے کہنے کی وجہ یہ تو تھی کہ میرے اندر بہت اخلاص تھا۔ وہ تو بچپن کی عمر تھی۔ بلکہ اس لئے کہا تھا۔ کہ خدا چھوٹے بڑے نیک و بد سب کی دعا سنتا ہے۔ لیکن جب دس سال کے محمود کو خدا کا نبی دعا کیلئے کہتا ہے۔ تو کون ہے۔ کہ ۳۵ سال کے محمود کو دعا کیلئے لکھنے سے منع کرنا جائز سمجھتا ہو۔ جو کوئی یہ خیال رکھتا ہو اسکی یہ نابینائی ہو۔ کوتہ نظری ہے۔ اور اندھا پن ہے۔ جسکا علاج کرانا چاہیئے۔ اور وہ علاج یہی ہے۔ کہ تم خدا کے حصول کیلئے خود بھی دعاؤں میں لگ جاؤ۔ اور جو خدا کے مقرب ہیں۔ ان سے بھی دعائیں کراؤ۔ اور تمہاری اصل دعا ایک ہی ہو۔ کہ اے خدا ہم تجھے ملنا چاہتے ہیں۔ تو کہاں ہے۔ اور اس دعا کو ختم نہ کرو۔ جب تک کہ یہ شق و ن نہ سن لو تم سنتے ہو۔ کہ پچھلے قطب اور ولی گذرے ہیں۔ لیکن اگر تم اس نصیحت پر عمل کروگے تو یقیناً تمہارے بچے اور عورتیں بھی قطب اور ولی ہو جائینگی ؎

باجلاس سردار غلام رسول صاحب بی اے ایڈیشنل سب جج بہادر درجہ چہارم انبالہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر مقدمہ ۱۳۹ سنہ ۱۹۲۳ء

مسماۃ جانکی بیوہ بشنا ذات جٹ ساکن موضع محمود پور تحصیل انبالہ ۔ مدعیہ

بنام

بختاور پسر پنجاب ذات جٹ ساکن موضع محمود پور تحصیل انبالہ ۔ پرتھی سنگھ پسر لائق رام ذات جٹ ساکن موضع محمود پور تحصیل انبالہ حال مفقود الخبر مدعا علیہم دعوے استقرار حق اس امر کا کہ داخلخارج اراضی ۹/۱۱ نمبر جمعبندی کھتونی جمعی ۔۔۔ نمبر جمعبندی کھتونی ۱۹۲۲ و ۱/۲ حصہ منجملہ نمبر جمعبندی کھتونی جمعی ۔۔۔ و ۱/۲ حصہ منجملہ ۵ ابو چاہ نمبر جمعبندی جمعی نہری رقبہ واقعہ موضع محمود پور تحصیل انبالہ معہ حقوق متعلقہ بروئے داخلخارج مورخہ مدعا علیہم منظور ہو منسوخ فرمایا جاوے۔

بنام پرتھی سنگھ پسر لائق رام ذات جٹ ساکن موضع محمود پور تحصیل انبالہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے عدالت ہذا کو اچھی طرح سے اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ پرتھی سنگھ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کرتا ہے۔ لہذا اس کے برخلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۲۴/۴ کو اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار کے حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۲۳ء بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط

مختصر خبریں

واشنگٹن ۔ ۱۴ اپریل ۔ جاپان نے امریکہ کو اس قدر سخت یادداشت ارسال کی ہے کہ آج تک کسی سلطنت نے دوسری سلطنت کو نہ بھیجی ہو گی۔ اس یادداشت میں اس قانون نقل وطن کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے۔ جو آج کل کانگرس میں پیش ہے۔ اور جس کے بہا جمتہ میں کیلیفورنیا کے ایک رکن نے کہا تھا۔ کہ آج کل کیلیفورنیا میں حکومت جاپان کے اشارہ سے بہت سے جاپانی آ گھسے ہیں۔ اس لئے تمام جاپانیوں کو خارج کر دینا چاہیئے۔ صرف سفیر اور ایسے لوگ رہ جائیں۔ جن کو خاص رعایت دی گئی ہو۔ جاپانی یادداشت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ذریعہ جاپانی قوم کے احساسات کو زخمی کر دیں گے۔ اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اس فیصلہ سے ایک دوست قوم کے جائز فخر کو صدمہ پہنچیگا۔ جس کے بعد نہایت اہم اور افسوسناک نتائج پیدا ہونگے۔ لیکن نمائندگان کے اجلاس نے اس مسودہ کو ۷۱ کے مقابلہ میں ۳۲۲ آراء سے منظور کر لیا۔ آج جمہوریت کے سینیٹروں کا جلسہ اس قانون پر عمل کرنے پر غور کرے گا۔

گذشتہ چند ایام میں ضلع سیالکوٹ میں خوفناک فسادات ہوئے۔ ایک سکھ ذیلدار اور اس کی جماعت کی پسرور کے مقام پر چند مسلمانوں کے ساتھ آویزش ہو گئی۔ آٹھ مسلمان سخت مجروح ہوئے پانچ جان بحق ہو گئے ہیں۔ اور تین ہنوز غیر یقینی حالت میں پڑے ہیں۔ بیساکھی کے میلہ میں شہر سیالکوٹ کے تین نوجوانوں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ ضلع کے شمالی حصے میں حال ہی میں ایک ڈکیتی ہوئی۔ ایک آدمی مقتول اور متعدد مجروح ہوئے۔

اس وقت دنیا میں مسلمان آبادی میں صرف ایک کروڑ ۱۲ لاکھ ۲۶ ہزار یا کم و بیش ۵ فیصدی مسلمان تعلیم یافتہ ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے مسلمان ۲۰ فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔ عرب۔ ایران۔ افغانستان اور ترکی میں ۶ فیصدی سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ اور مصر و شمالی افریقہ میں صرف ۵ فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔

بیت المقدس ۔ ۱۴ اپریل یکشنبہ کے روز ہیکل سلیمانی میں ایک نہایت افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ دو مسیحی فرقوں یعنی قبطی و لاطینی کے درمیان تصادم واقع ہو گیا۔ پولیس نے قبطی فرقہ کے متعدد قبطیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

روسی نمائندے لنڈن کے ویسٹ انڈ کے حلقہ میں ایک ہوٹل کے اندر مقیم ہیں۔ جو کاروبار کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھ سینکڑوں من کاغذات لائے ہیں۔ ان کے ہمراہ ۸ خواتین بھی ہیں۔ جو سکریٹریوں کا کام کرتی ہیں۔ ارکان وفد میں ایک صاحب ان مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ جو قلمرو روس میں رہتے ہیں۔

وارسا ۔ ۱۴ اپریل ۔ آج یہاں ریگا سے اسقف اعظم قبلاق تشریف فرما ہوئے۔ ان کے اترتے ہوئے اور پژمردہ چہرہ سے اسیری قفس کے اثرات نمایاں تھے۔ آپ کا مسیحی مقتدیان دین اور مذہبی انجمنوں کے نمائندگان نے استقبال کیا۔

کلکتہ ۱۴ اپریل ۔ مسٹر بروس کو کسی شخص نے فیر کیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ اخباروں میں بتایا گیا ہے۔ کہ جیوری میں صرف وہی ایک یورپین تھا۔ جس نے مسٹر ڈے کے قاتل کو قصوروار قرار دیا تھا۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ انتظامیہ میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ سنسکرت کی تعلیم یونیورسٹی سے اٹھا دی جائے جس کے انجام دہی کے لئے پنڈت ہردیو پرشاد شاستری مقرر تھے۔

اندور ۔ ۱۵ اپریل ۔ گذشتہ سنیچر وار کو روئی کے گدام میں آگ لگ گئی ہے۔ ڈاکوں نے گدام کے نزدیک باہر آگ جلائی تھی۔ جو کہ روئی تک پہنچ گئی۔ پچیس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا)